اسلام میں وکالت کا تصور

(مشروعیت وکالت)

محفوظ احمد

قبل از اسلام وکالت

وکالت اور اس کے تفصیلی احکام اگرچہ اسلام میں پہلی مرتبہ وضع کیے گئے لیکن بعض روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل بھی وکالت کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا۔ چناں چہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من استطاع منکم ان یکون مثل صاحب فرق الارزفلیکن مثلة۔(۱)

تم میں سے جو شخص صاحب فرق الارز (چاول چھانٹنے ولا) جیسا ہوسکتا ہے اسے ہونا چاہیے۔

پوچھا گیا یارسول! یہ چاول چھانٹنے والا کون ہے، اس پر آپ نے حدیث غار(۲) کا ذکر کر کے

---

(۱) ابوداؤد، (کتاب البیوع، باب فی الرجل یتجرفی مال الرجل بغیر اذنه) ۳۸۰۲

(۲) حدیث غار کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے تین شخص کہیں جارہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ بارش سے بچنے کے لیے انھوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اتفاق سے اس پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کردیا۔ پھر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا جوتم نے کیا ہو واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے غار کا منہ کھلنے کی دعا کرو اس پر ان میں سے ایک نے کہا، ''اے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں اپنے مویشی چرانے کے بعد ان کا دودھ دھو کر سب سے پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا پھر اپنے بیوی بچوں کو پلاتا۔ ایک دن مجھے دیر ہوگئی۔ واپسی پر میرے والدین سوچکے تھے۔ میں نے انھیں جگایا نہیں۔ بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں پڑے رو رہے تھے اور میں دودھ کا پیالہ لیے کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ کام تیری خوشنودی کے لیے تھا تو غار کے منہ سے اس چٹان کو ہٹادے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس دعا کے بعد کچھ راستہ بن گیا۔

فرمایا کہ ان میں سے ہر شخص نے غار کا منہ کھل جانے کے لیے کہا کہ اپنے اپنے نیک اعمال کا ذکر کرو اس پر تیسرے شخص نے کہا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک بار چاول چھانٹنے کے لیے ایک مزدور اُجرت پر رکھا جب شام ہوگئی تو میں نے اسے مزدوری دینا چاہی مگر اس نے لینے سے انکار کردیا اور وہ چلا گیا پھر میں نے اس سرمائے کو تجارت میں لگا دیا اور منافع سے گائیں اور ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ کافی عرصہ بعد ملا مجھ سے کہا:

اعطنی حقی فقلت اذهب الی تلک البقر ورعاء هافخذها فذهب۔

میرا حق مجھے دو میں نے کہا یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ اس پر وہ انھیں لے کر چلا گیا۔

اس روایت میں تجارت کے لیے جس وکیل کا ذکر ہے، اگرچہ اس کا تقرر باقاعدہ نہیں ہوا، البتہ صاحب فرق الارز یعنی چاول چھانٹنے والے نے بطور وکیل ہی اس سے تجارتی فوائد حاصل کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مزور کی واپسی پر اس نے تمام مال اس کے سپرد کردیا۔

ایک اور روایت جس میں وکالت کا ذکر ملتا ہے، یہ ہے ۲۴۸ء کے اواخر میں جب بت پرست بادشاہ وقیانوس روم کے تخت پر متمکن ہوا تو اس نے ایک قانون کے ذریعے مسیحی دین پر پابندی لگا دی اور لوگوں کو بتوں کی پرستش کے متعلق حکم دیا، ایک دفعہ وقیانوس (جسے رومی زبان

(بقیہ حاشیہ نمبر۲) پھر دوسرے شخص نے دعا کی۔ اے اللہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہت محبت کرتا تھا۔ ایک دن اس نے کہا کہ مجھے سو دینار دے اور اپنا مقصد پورا کر۔ میں نے آہستہ آہستہ ایک سو دینار اکٹھے کیے۔ ایک روز میں اور وہ اکیلے تھے اور خواہش کی تکمیل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈرو۔ میں کھڑا ہوگیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ عمل تیری خوشنودی کے لیے تھا تو ہمارا راستہ بنا دیجیے۔ اس کے بعد دو تہائی راستہ بن گیا۔

اس کے بعد تیسرے شخص نے یہ دعا کی اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ''بفرق من ذرة'' جوار یا مکئی چھانٹنے کا کام لیا (مسلم کی روایت میں ''بفرق الارز'' یعنی (چاول چھانٹنے) کا کام ہے) جب میں نے اسے اس کی مزدوری دی تو اس نے وہ مزدوری لینے سے انکار کیا۔ میں نے اس جوار یا چاول کو زمین میں کاشت کیا۔ یہ فصل اتنی زیادہ ہوئی کہ اسے فروخت کر کے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خریدا پھر ایک روز اس مزدور نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا یہ بیل اور چرواہا لے جاؤ۔ یہ تمھارے ہیں۔ اس نے مذاق سمجھا میں نے کہا یہ مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

اے اللہ! تیرے نزدیک اگر یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تو ہمارے لیے راستہ بنا دے۔ آپ نے فرمایا پھر ان کے لیے مکمل راستہ کھل گیا۔ (البخاری ''کتاب البیوع'' باب اذا اشتری شیاء لغیره لغیره اذنه ۲۹۴۱۔ مسلم ''کتاب الذکر'' باب قصه صحاب الغار الثلاثة،۲،۳۵۳

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

میں ڈیسیس (Decious) کہتے ہیں) کا گزر ایشیا کوچک کی بستی فیسس (Ephesus) پر ہوا یہ وہ جگہ ہے جہاں ڈائنا دیوی کا مندر تھا اور جس کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی تھی۔ یہاں جب وقیانوس نے عیسائیوں کی پکڑ دھکڑ شروع کی تو چند نوجوان جن کی تعداد تقریباً سات تھی اپنی دولت ایمان بچانے کے لیے وہاں سے چل نکلے اور قریب ہی ایک پہاڑ کی وسیع غار میں چھپ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر طویل نیند مسلط کردی۔

تقریباً تین سو سال کے بعد ان کی آنکھیں کھلیں تو انھوں نے اپنے ایک ساتھی جس کا نام یملیخاہ(۳) بتایا جاتا ہے کو بستی کی طرف بھیجا تا کہ ان کے لیے کھانا خرید لائے۔(۴)

اس واقعہ میں چھ نوجوانوں کا یملیخاہ کو کھانا خریدنے کے لیے بھیجنا وکالت شراء ہی کی صورت میں تھا۔(۵)

قبل از اسلام وکالت کی ترویج کا ذکر کعبہ معظمہ کی تعمیر سے بھی ہوتا ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک پندرہ برس تھی اور خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت قریش مکہ کے مابین حجرِ اسود کی تنصیب کے معاملہ میں معرکہ آرائی کی کیفیت پیدا ہونے لگی تو ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی(۶) نے یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ(۷) سے حرم میں داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ دوسرے روز سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہونے والے رسول اکرم ﷺ ہی تھے۔ آپ کو دیکھ کر تمام سرداران قریش نے آپؐ کے فیصلے کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو رسول اکرم ﷺ نے وکالت ہی کے تصور سے اس مسئلہ کا حل پیش کیا۔ جس کی صورت یہ تھی کہ آپ نے حجرِ اسود کو ایک چادر میں ڈالنے کا حکم فرمایا اور تمام روساء

---

(۳) باقی ساتھیوں کے نام یہ ہیں۔ میکسلمیناہ، موطونس، سنونس، ساریونس، نونواس اور کعطظیونس (پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ۳، ۲۲)

(۴) پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ۳، ۱۲۔۱۳۔

(۵) ابوبکر جصاص، احکام القرآن، دار الکتب العربیہ، بیروت، (ت۔ن)، ۳، ۲۱۳۔

(۶) ابوامیہ بن مغیرہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کا والد اور قریش میں سب سے زیادہ معمر شخص تھا۔ اور یہ قریش کا مشیر تھا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق، مصطفیٰ السقاد و دیگر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۳۶ء، حاشیہ نمبر ۳، جلد ۱، ص: ۲۰۹)

(۷) اس دروازے کو عہد جاہلیت میں باب بنی عبد الشمس اور عہد رسالت میں باب بنی شیبہ کہا جاتا۔ اب اسے باب السلام کہا جاتا ہے (ایضاً حاشیہ نمبر ۴)

قریش سے فرمایا کہ اسے چاروں کونوں سے پکڑ کر اٹھائیں۔ جب حجرِ اسود مقام تنصیب تک پہنچا تو آپؐ نے تمام زعماء قریش کی اجازت سے اپنے دست مبارک سے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا۔(۸)

یہاں پر بھی نبی اکرم ﷺ نے قریش و روساء مکہ کی وکالت یعنی نیابت اور نمائندگی کرتے ہوئے حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا جس سے نہ صرف ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا بلکہ تمام قریشی سرداروں نے حجرِ اسود کی تنصیب میں خود کو حصہ دار تصور کیا۔

مصری محقق محمد حسین ہیکل حیات محمد میں قبل از اسلام وکالت بیع کے متعلق لکھتے ہیں۔

خویلد کی دختر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کے بعض اشخاص کو وکیل تجارت کے طریق پر سوداگری کے لیے باہر کے ملکوں میں بھجواتیں۔ آپ نے رسول اکرم ﷺ کو بھی بطور وکیل تجارت شام کی طرف بھیجا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے چچا ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ تھا۔ اس سفر تجارت میں مالی منفعت اس قدر زیادہ ہوئی کہ بی بی خدیجہؓ کے سابقہ اور اس اسل کے وکلاء تجارت میں کسی نے اس قدر نفع نہیں کمایا۔(۹)

ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی وکالت کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا اور رسول اکرم ﷺ نے بطور وکیل تجارت خود بھی کام کیا۔

قرآن مجید اور وکالت

قرآن مجید اسلامی شریعت میں اوّل ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن مجید کی جامعیت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مافرطنافی الکتاب من شیئا.(۱۰)

ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں بیان کرنے سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا۔

---

(۸) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ،۱،۲۰۹

(۹) محمد حسین ہیکل، حیات محمد، ترجمہ ابویحیٰ امام خان نوشیروی، علم و عرفان پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۹ء ص:۱۵۰۔۱۵۱)

(۱۰) سورۃ الانعام،۶،۳۸

نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی. (۱۱)

ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔

قرآن مجید کی اس جامعیت کے پیش نظر مفسرین کرام نے متعدد آیات مقدسہ سے وکالت کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

وہ آیات جو وکالت کی مشروعیت کے لیے پیش کی جاتی ہیں یہ ہیں۔

۱. **وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکماً من اهله و حکما من اهلهاان یریدااصلاحایوفق اللّٰہ بینهماان اللّٰہ کان علیما خبیرا.** (۱۲)

اگر تمھیں میاں بیوی کے درمیان مخالفت کا خوف ہو تو ایک منصف یا وکیل مرد کے خاندان کی طرف سے اور دوسرا منصف یا وکیل عورت کے خاندان کی طرف سے مقرر کرو اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علم رکھنے اور خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں میاں بیوی کی جانب سے حکم مقرر کرنے کا جو ذکر ہے اس کے متعلق مفسرین کرام کے دو قول ہیں:

ایک قول کے مطابق حکم مصالح (صلح کرنے والا) کے معنی میں ہے۔(۱۳)

دوسرے قول کے مطابق حکم کا معنی وکیل ہے۔

امام ابوبکر حصاص (م ۳۷۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں حکم کا معنی وکیل کیا ہے۔(۱۴)

امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے بھی:

"**حکما من اهله وحکما من اهلها**" کا ترجمہ "دو وکیل کیا ہے۔" (۱۵)

امام سبکی نے بھی اس آیت کو وکالت کی مشروعیت کے ضمن میں پیش کیا ہے۔ دوسری آیت جس سے وکالت کی ملتی ہے یہ ہے۔

قل یا ایها الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا. (۱۶)

---

(۱۱) سورۃ النحل، ۱۶، ۸۹ (۱۲) سورۃ النساء، ۴، ۳۵ (۱۳) بیضاوی، انوار التنزیل، ۱، ۹۰

(۱۴) جصاص، احکام القرآن، ۲، ۱۹۱ (۱۵) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۵، ۱۷۷

(۱۶) امام سبکی، تکملۃ المجموع، المکتبۃ السلفیہ، مدینہ منورہ، (ت۔ن) ۱۴، ۹۳

اے پیارے رسول کہہ دیجیے۔ بے شک میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔اس آیت کے ضمن میں علامہ ابوبکر محمد بن ابن العربی (م۵۴۳ھ) نے لکھا:

انها نيابة عن الله تعالىٰ ووكالة فى تبليغ رسالته.(۱۷)

اس آیت سے نیابت الٰہی اور تبلیغ رسالت میں وکالت کا اثبات ہوتا ہے۔

۳۔ وکالت کی مشروعیت کے لیے تیسری آیت یہ پیش کی جاتی ہے۔

انما الصدقات للفقرا والمساكين والعاملين عليها والمولفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله. والله عليم حكيم.(۱۸)

بے شک صدقات (زکوٰۃ) غریبوں، محتاجوں، صدقات پر متعین کارکنوں، نومسلموں کی دل جوئی، غلاموں کو آزاد کرنے، قرض داروں کے قرضہ فی سبیل اللہ (جہاد و رفاہِ عامہ کے کام) اور مسافروں کے لیے ہیں یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔

ان مصارف زکوٰۃ میں سے عاملین بطور نائب اور وکیل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے لکھا ہے:

الذين يبعثهم الامام لتحصيل الزكاة بالتوكيل على ذلك۔(۱۹)

وہ لوگ جنھیں حاکم وقت وصولی زکوٰۃ کے لیے بھیجتا ہے وہ وکالتاً زکوٰۃ وصول کرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ خود زکوٰۃ لینے کے مستحق نہیں ہوتے۔

ابن قدامہ نے بھی اس آیت کو وکالت کی مشروعیت کی ضمن میں پیش کیا ہے۔(۲۰)

۴۔ سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

---

(۱۷) سورۃ الاعراف، ۷:۱۵۸
(۱۸) ابن العربی، احکام القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت،۲،۱۹۷۲ء،۳:۱۵۰۰
(۱۹) سورۃ التوبہ، ۹:۶۰
(۲۰) وھبہ الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدہ والشرعیۃ، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۱ء،۱۰/۲۶۷

قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم۔(۲۱)

آپ نے کہا کہ مجھے ملکی خزانوں پر مامور کردو میں ان کی حفاظت کروں گا اور بے شک میں علم بھی رکھتا ہوں۔

علامہ محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے وکالت کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے۔(۲۲)

فقہ السنہ میں ہے کہ اس آیت سے وکالت کا جواز ملتا ہے۔(۲۳)

۵۔ اسی سورت میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے:

اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا و اتونی باھلکم اجمعین۔(۲۴)

آپ نے فرمایا تم میری قمیص لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی اور باقی تمام گھر والوں کو بھی میرے پاس لے آؤ۔

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنی قمیص دے کر اپنے بھائیوں کو اپنے والد گرامی کے پاس بھیجنا بھی وکالت کے جواز کو پیش کرتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابوبکر ابن العربی اور ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے اس آیت کو بھی جواز وکالت کی دلیل ٹھہرایا ہے اور اس ضمن میں متعدد دیگر مسائل وکالت بیان کیے ہیں۔(۲۵)

۶۔ چھٹی آیت جسے تمام فقہا نے جواز وکالت کے لیے اساس قرار دیا ہے یہ ہے:

قالوا ربکم اعلم بمالبثتم فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ

---

(۲۱) ابن قدامہ، المغنی، مکتبہ ریاض الحدیثہ، ریاض، ۱۹۸۱ء، ۸۷/۵

(۲۲) سورۃ یوسف، ۵۵/۱۲

(۲۳) شوکانی، نیل الاوطار، ۹/۷

(۲۴) السید سابق، فقہ السنہ، دارالکتاب العربیہ، بیروت، ۱۹۷۱ء، ۲۲۹/۳

(۲۵) سورۃ یوسف، ۹۳/۱۲

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہوجاتا

فلینظر ایها اذکی طعاما فالیاء تکم برزق منه و لیتلطف ولا یشعرون بکم احدا۔(۲۶)

انھوں نے کہا یہ تمھارے رب کو ہی خبر ہے کہ تم کس قدر (اس حالت میں) رہے ہو اب ان میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ شخص تحقیق کرے کہ کون سا کھانا حلال ہے اس میں تمھارے لیے کچھ کھانا لے آئے اور تمام کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی ایک کو تمھاری خبر نہ ہونے دے۔اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصحاب کیف نے اپنا ایک وکیل مختار کھانے کی خریداری کے لیے بھیجا جسے تمام ساتھیوں کی طرف سے ان کی رقم سے کھانا خرید کر لانے کا کام سونپا گیا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابوبکر محمد بن ابن العربی فرماتے ہیں:

جواز التوکیل ذی العذر۔(۲۷)

اس آیت سے عذر کے ساتھ توکیل کا جواز ملتا ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص فرماتے ہیں:

فی هذه الایة دلالة علی جواز الوکالة بالشری لان الذی بعثوا به کان وکیلا لهم۔(۲۸)

یہ آیت وکالت بیع کے جواز پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ اصحاب کہف نے اپنے ساتھی کو بطور وکیل ہی خرید کے لیے شہر بھیجا تھا۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے بھی لکھا ہے:

هذا الایة علی مشروعیة الوکالة.(۲۹)

اس آیت سے وکالت کی مشروعیت اور جواز کا اثبات ہوتا ہے۔

---

(۲۶) ابن العربی، احکام القرآن، دارالمعرفۃ، ۱۲۲۸/۳۔ الزحیلی، التفسیر المنیر، ۲۳۴/۱۵

(۲۷) سورۃ الکہف، ۱۹/۱۸

(۲۸) ابن العربی، احکام القرآن، دارالمعرفۃ، ۱۲۳۱/۳

(۲۹) جصاص، احکام القرآن، ۲۱۳/۳

۷۔ ساتویں آیت جس سے فقہاء کرام وکالت کا جواز پیش کرتے ہیں یہ ہے:

قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم ثم الى ربكم ترجعون. (۳۰)

کہہ دیجیے ملک الموت تمھیں فوت کرے گا جو تمھارے لیے مقرر کیا گیا۔
پھر تمھیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

استدل بهذه الاية بعض العلماء على جواز الوكالة من قوله وكل بكم. (۳۱)

''وکل بکم'' کے الفاظ سے بعض علماء جواز وکالت کا استدلال پیش کرتے ہیں۔

۸۔ آٹھویں آیت جس کے مفہوم مخالف سے وکالت کا جواز پیش کیا جاتا ہے یہ ہے۔

ولا تكن للخائنين خصيما. (۳۲)

خیانت کرنے والوں کی طرف سے نہ جھگڑیے۔

جسٹس تنزیل الرحمٰن نے اس آیت کا مفہوم مخالف لیتے ہوئے لکھا ہے کہ دیانت دار اور سچے لوگوں کی وکالت کی ممانعت نہیں ہے۔ لہٰذا وکالت شرعاً ناجائز نہیں بلکہ کسی حد تک مظلوم کی اعانت وامداد ہے۔(۳۳)

۹۔ ولا تجادل عن الذين يختانون انفسهم ان الله لا يحب من كان خوانا اثيما. يستخفون من الله وهو معهم اذيبيتون ملا يرضى من القول وكان الله بما يعملون محيطا. ها انتم هولاء جادلتم عنهم فى احياة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيامه ام من يكون عليهم وكيلا۔ (۳۴)

اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جواب دہی کی بات نہ کیجیے جو اپنا

---

(۳۰) الزحیلی، التفسیر المنیر، ۲۳۴/۱۵ (۳۱) سورۃ السجدہ، ۱۱/۳۲

(۳۲) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۹۴/۱۴۔ ابن العربی، احکام القرآن، ۱۵۰۰/۳

(۳۳) سورۃ النساء ۱۰۵/۴

(۳۴) جسٹس تنزیل الرحمٰن ''اسلامی نظام عدل'' (خلاصہ رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل، پی ایل ڈی) جرنل سیکشن) جلد، ۱۹۸۷ء آل پاکستان لیگل ڈسیزنز، لاہور، ۶۷/۵

ہی نقصان کر رہے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے اور بڑا گناہ کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔ جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالاں کہ وہ اس وقت ان کے پاس ہے جب کہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کے اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دینوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کرلیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا ان کا کام بنانے والا کون ہوگا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

فی هذا دلیل علی ان النیابة علی المبطل والمتهم فی الخصومة لا تجوز فلا یجوز لا حدان یخاصم عن احدالا بعدان یعلم انه محق۔(۳۵)

ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وکالت باطل اور جھوٹ سے متہم معاملات میں جائز نہیں اور کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے فریق کی طرف سے وکالت کرے لیکن پہلے یہ یقین کرلے کہ وہ حق پر ہے۔

یہ وہ آیات ہیں جن سے فقہاء کرام نے وکالت کا جواز اور ان کی مختصر حدود کو متعین کیا ہے۔

احادیث نبوی اور وکالت

قرآن مجید کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی وکالت کا اثبات اور جواز ملنے کے علاوہ وکیل اور وکالت کا تصور بھی ملتا ہے۔ اسی بنا پر بعض محدثین نے اپنے مجموعہ حدیث میں کتاب الوکالۃ کے تحت کئی احادیث نقل کی ہیں۔

امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے الجامع الصحیح میں کتاب الوکالۃ کے تحت سولہ ابواب میں

(۳۵) سورۃ النساء ۴/۱۰۶۔۱۰۹

چھبیس احادیث روایت کی ہیں۔(۳۶)

امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) نے اپنی سنن میں باب فی الوکالۃ کے تحت ایک حدیث (حدیث عروہ بن جعدؓ) نقل کی ہے۔(۳۷)

امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے اپنی سنن میں باب فی الوکالۃ کے تحت ایک حدیث (حدیث جابر بن عبداللہ) نقل کی ہے۔(۳۸)

امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) نے السنن الکبری میں کتاب الوکالۃ کے ضمن میں پانچ ابواب قائم کرکے تیرہ احادیث روایت کی ہیں۔(۳۹)

امام حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۶ھ) نے شرح السنہ میں باب التوکیل کے تحت ایک حدیث (حدیث عروہ) بیان کی ہے۔(۴۰)

امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے المنتقی الاخبار میں کتاب الوکالۃ کے تحت پندرہ احادیث روایت کی ہیں۔(۴۱)

مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی (م ۱۳۹۴ھ) نے اعلاء السنن کے کتاب الوکالۃ میں پندرہ ابواب قائم کیے ہیں اور ان میں پینتیس احادیث و آثار نقل کی ہیں۔(۴۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الوکالۃ کے تحت درج ذیل سولہ ابواب قائم کیے ہیں:

۱۔ وکالۃ الشریک الشریک فی القسامۃ وغیرھا۔(۴۳)

---

(۳۶) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۳۷۷/۵

(۳۷) البخاری، (کتاب الوکالۃ، ۳۰۸/۱۔۳۱۱

علامہ ابن حجر عقلانی نے امام بخاری کی ان احادیث کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ان چھبیس روایات میں سے چھ آثار صحابہ، چھ معلق اور باقی موصولہ روایات ہیں۔ ان میں سے بارہ روایات کا ذکر اس سے قبل بھی آچکا ہے۔ امام مسلم نے پانچ روایات کے علاوہ باقی تمام روایات کی تخریج کی ہے۔ (ابن حجر، فتح الباری، ۴۹۴/۴)

(۳۸) ابوداؤد، (کتاب الاقضیہ، باب الوکالۃ) ۵۱۱/۲

(۳۹) دارقطنی، سنن (کتاب المکاتب، باب الوکالۃ، سیدعبداللہ ہاشم، مدینہ منورہ، ۱۹۶۶ء، ۱۵۴/۴

(۴۰) بیہقی، السنن الکبری، (کتاب الوکالۃ، دارالفکر، (ت۔ن) ۸۰/۶۔۸۲

(۴۱) بغوی، شرح السنہ، (باب التوکیل،) المکتبۃ الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء، ۲۱۸/۸

(۴۲) ابن تیمیہ، منتقی الاخبار، (حدیث نمبر ۳۰۲۸۔۳۰۴۲)، دارالفکر، بیروت، ۱۹۷۹ء، ۳۷۵/۲۔۳۷۸

(۴۳) ظفر احمد عثانی، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، (ت۔ن)، ۳۰۶/۱۵۔۳۴۰

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

ایک حصہ دار کی دوسرے حصہ دار کی طرف سے تقسیم وغیرہ میں وکالت۔

۲۔اذاو کل المسلم حربیا فی دارالحرب او دارالاسلام جاز۔

اگر کوئی مسلمان دارالحرب یا دارالاسلام میں کسی حربی کافر کو اپنا وکیل بنا دے تو جائز ہے۔

۳۔ اذا ابصر الراعی او الوکیل شاۃ تموت او شیئا یفسد او اصلح ما یخاف علیہ الفساد۔

اگر چرواہا وکیل کسی بکری کو مرتے ہوئے یا کسی شے کو خراب ہوتے ہوئے دیکھے تو وہ بکری کو ذبح کردے یا اس شے کی اصلاح کردے۔

۴۔وکالۃ الشاھدو الغائب جائزۃ۔

حاضر اور غائب شخص کی وکالت جائز ہے۔

۵۔الوکالۃ فی قضاء الدیون۔

قرضہ جات کی وصولی میں وکالت۔

۶۔اذا وھب شیئا الوکیل او شفیع قوم جاز۔

اگر کوئی شے کسی قوم کے وکیل یا سفارشی (شفیع) کو دے دی جائے تو جائز ہے۔

۷۔اذا وکل رجل ان یعطی و لم یبین کم یعطی فاعطی ما یتعارفہ الناس۔

اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دینے کے لیے وکیل بنائے اور یہ بیان کرے کہ وہ کتنا دے پھر وہ لوگوں کے مابین متعارف مقدار میں دے دے۔

۸۔وکالۃ المراۃ الامام فی النکاح۔

کسی عورت کے نکاح کے معاملے میں امام کی وکالت۔

۹۔ اذا و کل رجلا فترک الوکیل شیئا فاجازہ الموکل فھو جائز و ان اقرضہ الی اجل مسمی جاز۔

اگر کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل بنائے اور وکیل کوئی شے چھوڑ دے پھر موکل

اس کی اجازت دے دے تو جائز ہے کہ اگر اس نے ایک وقت مقرر تک کسی کو قرضہ دیا تو وہ بھی جائز ہے۔

۱۰۔ اذا باع الوکیل شیئا فاسدا فبیعة مردود۔

اگر وکیل کسی شے کو فاسد طریقے سے فروخت کردے تو اس کی بیع رد کردی جاتی ہے۔

۱۱۔الوکالة فی الوقف ونفقته وان یعلم صدیقاله ویاکل بالمعروف.

وقف اور اس کے نفقہ میں وکالت اور یہ کہ وہ اپنے دوست کو بھی کھلائے اور خود بھی "معروف" طریقے پر کھائے۔

۱۲۔ الوکالة فی الحدود۔

حدود شرع میں وکالت۔

۱۳۔ الوکالة فی البدن و تعاهدها۔

قربانی کے اونٹ اور اس کے معاملے میں وکالت۔

۱۴۔ اذا قال الرجل لوکیله صنعه حیث اراک الله قال الوکیل قد سمعت ماقلت۔

جب کوئی شخص اپنے وکیل سے کہے۔ اس کو وہاں خرچ کر، جہاں تو مناسب سمجھے اور وکیل کہے کہ میں نے تمھاری بات سن لی۔

۱۵۔ وکالة الامین فی الخزانة و نحوها۔(۴۴)

خزانہ وغیرہ میں کسی امانت دار شخص کی وکالت۔

بہر حال حضور اکرم ﷺ کی متعدد ایسی احادیث ہیں جنھیں وکالت کی مشروعیت کے لیے بطور رحجت پیش کیا جاتا ہے۔ چند احادیث جن سے فقہائے کرام نے جواز وکالت کا استدلال لیا ہے یہ ہیں:

۱۔ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت عروہ بن جعد البارقیؓ کو حضور

(۴۴) البخاری، (کتاب الوکالة ۱/ ۳۰۸۔۳۱۱

اکرم ﷺ نے ایک دینار دیا اور اس کے عوض قربانی کا جانور(۴۵) خریدنے کا حکم دیا۔ انھوں نے اس دینار کے عوض دو بکریاں خریدیں پھر ان میں سے ایک بکری کو ایک دینار کے عوض فروخت کردیا۔ اس کے بعد ایک بکری اور ایک دینار لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قدعاله رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبركة قال فكان لواشترى التراب لربح فيه۔(۴۶)

یعنی آپؐ نے ان کے لیے بیع میں برکت کی دعا دی اس کے بعد اگر وہ مٹی کو خریدتے تو اس میں بھی انھیں نفع ملتا۔

اس حدیث کے ضمن میں امام بغوی فرماتے ہیں:

یہ حدیث معاملات (یعنی خرید وفروخت) میں وکالت کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔(۴۷)

۲۔ دوسری حدیث حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ آں حضور ﷺ نے انھیں ایک دینار سے قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا۔ آپ نے ایک دینار کے عوض ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت دیا۔ ان میں سے ایک دینار کے عوض قربانی کا اور جانور خریدا۔ جب آپ ایک دینار اور ایک جانور لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اس دینار کو صدقہ کردیا اور حکیم بن حزامؓ کے لیے خیر و برکت کی دعا دی۔(۴۸)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کی اور بغرض اجازت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام کے بعد میں نے عرض کیا کہ میں خیبر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا:

---

(۴۵) ابن ماجہ کی روایت میں ایک بکری خریدنے کا ذکر ہے۔

(۴۶) ابوداؤد، (کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف)، ۲/۴۸۰ ابن ماجہ، (کتاب الصدقات، باب الامین یتجر فیه فیربح) نور محمد، کراچی، ۱۳۸۱، ص:۱۷۳

(۴۷) بغوی، شرح السنہ، ۸/ ۲۱۸

(۴۸) ابوداؤد، ۲/۴۸۰۔ ترمذی (ابواب البیوع، باب ماجاء فی اشتراط الولاء)، ۱/ ۱۷۱

البينة حجة متعدية والاقرار حجة قاصرة شہادت حجت متعدیہ اور اقرار حجت قاصرہ ہے

اذا اتیت وکیلی فخذمنه خمسة عشر وسقافان ابتغی منک ایة فصنع یدک ترقوته۔(۴۹)

خیبر میں تم میرے وکیل سے ملو اور پندرہ وسق کھجوریں لیتے آنا، اگر وہ تجھ سے نشانی مانگے تو اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دینا۔

۴۔ چوتھی حدیث بھی اسی حدیث کی طرح ہے جسے حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ ایک شخص ک رسول اکرم ﷺ نے خیبر کا عامل مقرر کیا۔ ایک بار وہ آپ کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا:

اء کل تمر خیبر هنا؟ فقال انا لنا خذالصاع بالصاعین۔(۵۰)

کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ دوسری قسم کی دو صاع کھجوریں کے بدلے اس قسم کی ایک صاع اور تین صاع کھجوروں کے بدلے اس قسم کی دو صاع خریدتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایسا مت کرو پہلے کھجوریں درہم کے عوض فروخت کرو پھر درہم سے جنیب کھجور خریدلو۔

ان احادیث سے خرید وفروخت میں وکالت کا جواز ملتا ہے۔

۵۔ پانچویں حدیث میں نفاذ حدود کی وکالت کا ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ! ﷺ ہماری درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجیے۔ دوسرا جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا اس نے بھی یہی کہا لیکن اس نے کچھ عرض کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا کہو تو اس نے کہا:

میرا بیٹا اس شخص کے پاس مزدور تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے صدقہ کی۔ پھر میں نے اہلِ علم سے دریافت کیا تو

(۴۹) ابوداؤد، (کتاب الاقضیہ، باب الوکالۃ)، ۲/۵۱۱۔ دارقطنی، (کتاب المکاتب، باب الوکالۃ)، ۴/۱۵۴۔۱۵۵

(۵۰) ظفر احمد، اعلاء السنن، ۱۵/۳۱۸

☆ ما ثبت بالشرع مقدم علی ما ثبت بالشرط ☆

انھوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو دُرّے لگیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا جائے گا اور اس کی عورت کو رجم کیا جائے گا۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا:

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تمھارا فیصلہ کروں گا۔ اے شخص! تیری لونڈی اور سو بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور سال بھر کے لیے شہر بدر ہوگا پھر آپ نے حضرت انیس بن ضحاکؓ سے فرمایا:

و اغدیا انیس علی امرأۃ ھذا فان اعترفت فارجمعھا۔(۵۱)

اے انیس بن ضحاکؓ تم صبح اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دینا۔

چناں چہ انیسؓ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا جس پر عورت نے زنا کا اقرار کیا پھر حضرت انیسؓ نے اسے سنگسار کر دیا۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

فیہ الدلالۃ علی جواز توکیل الامام فی استیفاء الحدود۔(۵۲)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حدود کے نفاذ میں امام کی وکالت جائز ہے۔

۶۔ توکیل فی النکاح کے متعلق حضرت محمد ابن سعد (م ۲۸۹ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ سے نکاح کے سلسلے میں جو اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر گئی تھیں لیکن ان کے خاوند کے مرتد ہونے کی وجہ سے ان سے الگ ہو چکی تھیں۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ کو پیغام نکاح دے کر نجاشی کے دربار میں بھیجا اور انھیں اپنی جانب سے وکیل مقرر فرمایا۔ اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کو نجاشی کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔

اس طرح یہ نکاح ۴۰۰ درہم حق مہر میں جانبین کے مختار وکلاء کے ذریعہ طے پایا۔

(۵۱) البخاری (کتاب المحاربین، باب الاعتراف بالزنی)، ۱۰۰۸/۲۔ مسلم (کتاب الحدود، باب حد الزنا)، ۶۹/۲

(۵۲) ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ۳۱۱/۱۵

☆ ایسا عمل جو شرعاً ثابت ہو وہ مقدم ہوتا ہے ایسے عمل پر جو شرط سے ثابت ہو ☆

چناں چہ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو بلا کر رسم نکاح انجام دی اور حاضرین کو اپنی جانب سے کھانا کھلایا۔(۵۳)

سنن نسائی میں روایت ہے کہ حضرت اُم المومنین اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر عبد بن الاسد (حضورﷺ کی پھوپھی برہ عبدالطلب کے فرزند) کا انتقال ہوا تو عدت گزر نے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک آدمی آپ کے پاس پیغام نکاح دینے آیا تو میں نے آپ کے اس پیغام کو قبول نہ کیا۔ پھر حضور اکرمﷺ کی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ نکاح کا پیغام دینے آئے تو میں نے ان سے کہا میں ایک غیرت مند اور بچوں والی عورت ہوں نیز میرے سرپرست بھی یہاں موجود نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے میری ان باتوں کا ذکر حضور اکرمﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر پھر ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو!

آپ جو کہتی ہیں کہ میں ایک غیرت مند عورت ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ میں س اپنے اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمھاری جلن باقی نہ رکھے۔ آپ جو کہتی ہیں کہ میں بچوں والی عورت ہوں تو عنقریب تو خود کفیل ہوجائے گی۔ تیسری بات یہ کہ آپ کا سرپرست یہاں موجود نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے سرپرست خواہ غائب ہوں یا موجود وہ اس بات کو برانہیں مانیں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ باتیں جا کر آپ کو بتائیں۔ آپ نے یہ سن کر اپنے بیٹے سے کہا:

قم فزوج رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فزوجہ۔(۵۴)

(اے عمرو! آیئے اور میرا نکاح رسول اللہﷺ سے کردیجیے پھر حضرت عمرو بن سلمہؓ نے اپنی والدہ کا نکاح حضور اکرمﷺ سے کردیا۔)

۸۔ اُم المومنین حضرت میمونہؓ سے نکاح کے لیے بھی رسول اکرمﷺ نے حضرت ابورافعؓ اور انصار میں سے ایک آدمی کو اپنا وکیل مقرر کیا۔(۵۵)

---

(۵۳) ابن سعد، طبقات الکبری، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)، ۹۹/۸

(۵۴) نسائی، سنن، (کتاب النکاح، باب نکاح الا بن امہ) قدیمی کتب خانہ، کراچی، (ت۔ن) ۷۶/۲۔ امام احمد، ۲۹۵/۶

(۵۵) ابن سعد، طبقات الکبری، ۱۳۳/۸

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

۹۔ انعقاد نکاح ہی کی وکالت کے ضمن میں صحیح بخاری میں ایک روایت ہے:

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں اپنی ذات کو آپ کے لیے حوالے ہبہ کرتی ہوں۔ آپ جیسے چاہیں کریں تو ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کا نکاح میرے ساتھ کردیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

قد زوجنکها بمامعک من القرآن۔(۵۶)

میں نے س کا نکاح اس کے بدلے جو تیرے پاس کچھ قرآن ہے تو اس کو پڑھائے۔ تیرے ساتھ کردیا۔(۵۷)

یہ چاروں روایات نکاح میں وکیل بنانے کے جواز کو پیش کرتی ہیں۔

۱۰۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے احکام کے نفاذ کے لیے بھی حضور صحابہ کرامؓ کو نیابت کے فرائض سونپے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

و کلنی النبی صلی اللہ علیه وسلم بحفظ زکوٰۃ رمضان۔(۵۸)

نبیؐ نے مجھے رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی حفاظت پر وکیل بنایا۔

۱۱۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں:

امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت و بجلودها۔(۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جن اونٹوں کی قربانی دی گئی ہو میں ان کے جھولوں (پالان) اور ان کی کھالوں کا صدقہ کردوں۔

اس حدیث میں تقسیم صدقات کی وکالت کا ذکر موجود ہے۔

۱۲۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بکریاں دیں تاکہ میں انھیں

---

(۵۶) البخاری، (کتاب الوکالۃ، باب وکالۃ المرأۃ الامام)، ۱/۳۱۰

(۵۷) نسائی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور کچھ لے آؤ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ گئے اور لے انھیں کوئی چیز نہیں ملی پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تمھیں قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد ہیں۔ اس نے کہا ہاں تو پھر آپ نے قرآن مجید پڑھانے کا ذکر فرمایا (نسائی، کتاب النکاح، باب ذکر امر رسول اللہ فی النکاح، ۲/۶۷)

(۵۸) البخاری، (کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجل فترک الوکیل)، ۱/۳۱۰

(۵۹) البخاری، (باب وکالۃ الشریک فی القسمۃ)، ۱/۳۰۸

صحابہ میں تقسیم کردوں تقسیم کے بعد بکری کا ایک بچہ باقی رہ گیا میں نے اس کا ذکر آپؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا:

ضحّ به انت۔ یعنی اس کی تم قربانی کرلو۔(۶۰)

اس حدیث کے ضمن میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

فیه دلیل دلی جواز التوکیل فی قسمة الضحایا۔(۶۱)

اس حدیث میں قربانی کی تقسیم میں وکالت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۔ ادائیگی قرض میں وکالت کا جواز بھی حدیث سے ملتا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ حضور اکرم ﷺ کے ذمہ قرض تھا۔ وہ شخص آپؐ سے وہ قرض مانگنے آیا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا، اس کو وہ اونٹ دے دو۔ صحابہ کرامؓ نے اس عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انھیں اس عمر سے زیادہ کا اونٹ ملا تو آپؐ نے فرمایا، وہی اسے دے دو تو اس نے کہا مجھے پورا پورا دے دیا۔ آپ کو اجر دے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

ان خیارکم احسنکم قضاء۔(۶۲)

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔

اس حدیث کے ضمن میں سیّد سابق نے امام قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے:

فدل هذا الحدیث مع صحته علی جواز التوکیل الصحیح البدن فان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم امر اصحابه ان یعطوا عنه اسن التی کانت علیه فذلک التوکیل منه لهم علی ذلک و لم یکن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مریضا و لامسافر۔(۶۳)

---

(۶۰) البخاری، (باب و کالة الشریک فی القسمة)، ۳۰۸/۱

(۶۱) شوکانی، نیل الاوطار، ۹/۷

(۶۲) البخاری، (کتاب الوکالة باب الوکالة الشاهد و الغائب جائزة)، ۳۰۹/۱۔ ایضاً، (کتاب الاستقراض، باب حسن القضاء)، ۳۲۲/۱

(۶۳) سیّد سابق، فقہ السنہ، ۲۳۳/۳

یہ حدیث مؤکل کے صحت مند ہونے کے باوجود وکالت کا جواز پیش کرتی ہے۔ کیوں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اتنی عمر کا اونٹ دینے کا حکم فرمایا جتنا آپ کے ذمہ تھا۔ صحابہ کا اپنا اونٹ دینا بطور وکالت تھا حالاں کہ اس وقت آپ نہ بیمار تھے اور نہ ہی مسافر۔

۱۴۔ ادائیگی قرض میں توکیل سے متعلق ایک اور روایت ہے:

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کے بارے میں حضرت جابرؓ سے فرمایا:

بل بعینه قد اخذته باربعه دنا نیرولک ظهره الی المدینة۔(۶۴)

اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کردو اور میں نے اسے چار دینار میں خریدا تھا۔ تم مدینہ تک اس پر سواری کرو پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا، اے بلال:

اقضه و زاده فاعطاه اربعة دنانیر و زادقیراطا۔(۶۵)

ان کو اونٹ کی قیمت ادا کرو اور کچھ زیادہ قیمت دو۔ حضرت بلالؓ نے انھیں چار دینار اور ایک قیراط دیا۔

۱۵۔ ادائیگی قرض کے علاوہ وصولی قرض میں وکالت بھی جائز ہے۔ اس ضمن میں حضرت یعلی بن امیہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا اتتک اسلی فاعطهم ثلاثین درعا و ثلاثین بعیرا اقل من ذلک۔(۶۶)

جب تمھارے پاس میرے وکیل آئیں تو انھیں تیس زرہیں اور تیس اونٹ یا اس سے کم دے دینا۔

پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کیا مانگی ہوئی چیز ادا کی جاتی ہے، فرمایا: ہاں۔ ایک روایت سے وکالت خصوصیات کا جوام بھی ملتا ہے۔

(۶۴) عثمانی، اعلاء السنن، ۳۲۵/۱۵

(۶۵) قیراط ایک وزنی پیمانہ ہے جو عربوں نے اسلام سے بہت پہلے بوزنطیوں سے لیے۔ اس وقت قیراط کا ورن ۱۹ء۰ گرام کے برابر تھا (زیمبایور، قیراط، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۱۹۷۸ء، جلد ۲/۱۶، ص: ۵۲۹)

(۶۶) ابوداؤد، (کتاب البیوع، باب فی تضمین العاریۃ)، ۵۰۲/۲۔ امام احمد، ۲۲۲/۴

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب(۶۷) کی آمد کے قصہ میں آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسیلمہ کذاب کے پاس آئے اس وقت آپ کے ساتھ آپؐ کے خطیب ثابت بن قیس بن شماس(۶۸) تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپؐ مسیلمہ کے پاس آئے اور اس کے ساتھیوں میں کھڑے ہوکر اس سے فرمایا:

لو سالتنی هذه القطعة ما اعطيتكها و ان تعدوا امر الله فيك ولئن له برت ليعقرنك الله و انی لاراك الذی اريت فيه مارايت و هذا ثابت يجيبك عنی۔(۶۹)

اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا بھی مطالبہ کرے تو میں یہ تجھے نہیں دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا تیرے بارے میں جو فیصلہ ہے تو ہرگز اس سے تجاوز نہیں کرسکتا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ ضرور ہلاک کردے گا اور میں تجھے وہی بات بتاتا ہوں جو مجھے بتائی گئی ہے اور یہ ثابت ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔

اس روایت کے مطابق اس موقع پر آپؐ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو اپنا وکیل خصومت مقرر کیا۔

ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں زندگی کے مختلف شعبوں میں وکالت کا واضح تصور موجود تھا۔ نیز ان احادیث سے وکالت کے بنیادی قواعد وضوابط پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

آثار صحابہ اور وکالت

آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے متعدد ایسے آثار بھی ملتے ہیں

---

(۶۷) مسیلمہ کا نام ثمامہ تھا۔ یہ عام الوفود ۹ھ میں وفد بنی حنیفہ کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اس نے وفد کے باقی ارکان کے ساتھ دربار رسالت میں حاضری نہیں دی بلکہ غرور وتکبر اور انکار کا اظہار کیا۔ اس نے کہا اگر محمد ﷺ نے کاروبار حکومت کو اپنے بعد میرے حوالے کرنا طے کیا تو میں ان کی پیروی کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے مذکورہ کلام فرمایا۔ (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۸/۸۷۔۹۳)

(۶۸) آپ انصار کے خطیب تھے اور عرب کے مشہور شاعر امراء القیس کے سلسلہ سے تھے۔ سورۃ الحجرات کی آیت رفع صوت آپ ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابن اثیر، اسد الغابہ، ترجمہ عبدالشکور فاروقی، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۴۰۷ھ، ۲/۴۰)

(۶۹) البخاری، (کتاب المغازی، باب وفد بنی حنيفة و حديث ثمامه)، ۲/۶۲۸

جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نہ صرف وکالت کے تصور سے آشنا تھے بلکہ اپنے بہت سے امور بھی اپنے وکلا کے ذریعے انجام دیتے۔اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کے چند آثار پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت فاطمہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص نے انھیں تین طلاقیں دیں اورخود وہاں سے چلا گیا۔(۷۰) پھراس نے اپنے ایک وکیل کے ذریعے میری طرف کچھ جو بھجوائے مگر میں راضی نہ ہوئی۔اس پر وکیل نے کہا واللہ ہم پر تیرا کوئی حق نہیں۔

فخاصمة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اسکنی والنفقة فلم یجعل لی سکنی ولانفقة۔(۷۱)

پھر میں نے حضورﷺ کی خدمت میں اس جھگڑے کو پیش کیا تو آپؐ نے بھی میرے لیے کوئی نفقہ اور رہائش مقرر نہ کی۔اس اثر سے وکیل برائے ادائے نفقہ کا تصور ملتا ہے۔

۲۔ حضرت معن بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میرے والد چند دینار بغرض خیرات لے کر گھر سے نکلے۔انھوں نے وہ دینار مسجد میں ایک آدمی کو بطور وکیل دے دیے اور میں نے اس سے وہ دینار لے لیے۔میں یہ دینار لے کر گھر آیا تو میرے والد نے کہا، خدا کی قسم میں نے یہ دینار تمھیں دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔اس کے بعد یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

لک مانویت یایزید و لک ما اخذت یا معن۔(۷۲)

اے یزید! تمھیں تمھاری نیت کا ثواب مل گیا اور اے معن جو تو نے مال لے لیا وہ تمھارے لیے حلال ہے۔

امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے اس اثر کو کتاب الوکالت میں اثبات وکالت کے ضمن میں نقل کیا ہے۔(۷۳)

---

(۷۰) نسائی کی ایک روایت کے مطابق ابوعمر بن حفص ایک جہاد میں یمن کی طرف گیا تھا۔۱۱۸/۲

(۷۱) مسلم، (کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقه لها)، ۱/۴۸۳۔نسائی (کتاب النکاح، باب خطبة الرجل اذا ترک الخاطب او اذن له، (۷۳/۲ ایضاً باب الرخصة المبتوتة من بیتها)، ۱۱۹/۲

(۷۲) البخاری، (کتاب الزکاة باب اذا تصدق علی ابنه وه لایشعر)، ۱۹۱/۱

(۷۳) ابن تیمیہ، منتقی الاخبار، ۳۷۸۔۳۷۷/۲

۳۔ نفاذ حدود میں وکالت کی مشروعیت اس اثر سے ملتی ہے۔

حضرت حصین بن منذر سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے پاس موجود تھا کہ ولید(۷۴) کو لایا گیا۔ اس نے ایک روز صبح کی چار رکعتیں پڑھا دیں۔ نماز کے بعد اس نے کہا، میں تمھارے لیے نماز زیادہ کرتا ہوں۔ پھر دو آدمیوں نے ولید کے خلاف گواہی دی۔ حران نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے۔ جب کہ دوسرے شخص نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے قے کر رہا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا، اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو شراب کی قے کیوں کرتا پھر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

اے علی! اُٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے کہا، ''قم یاحسن فاجلده۔ اے حسن! اُٹھو اور اس پر حد نافذ کرو۔'' حضرت حسنؓ نے کہا، سخت ام بھی اسے سپرد کرو جسے آپ آسان کام سونپتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کی اس بات پر غصے کا اظہار کیا پھر آپ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا:

> **یاعبداللّٰه بن جعفر قم فاجلده و علیبعد حتی بلغ اربعین فقال امسک۔**(۷۵)
>
> اے عبداللہ! اُٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ پھر انھوں نے کوڑے لگائے اور حضرت علیؓ گنتے رہے۔ جب چالیس کوڑے پورے ہوئے تو آپ نے انھیں رُکنے کو کہا۔

علامہ شمس الدین سرخسی نے کتاب الوکالۃ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ایک فریق کی رضامندی کے بغیر وکیل مقرر کیا جاسکتا ہے۔(۷۶)

اس اثر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وکیل ثانی بھی وکیل مقرر کرسکتا ہے۔

---

(۷۴) اس ولید سے مراد ولید بن عقبہ بن معیط ہے جسے حضرت عثمانؓ نے کوفہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ پھر اسے معزول کر کے سعید بن عاص کو عامل مقرر کیا۔ (محمد تقی عثمانی، **تکملہ فتح الملھم**، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، ۱۴۰۷ھ ۴۹۸/۲) یہ یوم الفتح المکہ پر اسلام لایا۔ سورۃ الحجرات کی آیت، ان جاء فاسق بنبا اسی کے لیے نازل ہوئی۔ جب حضورﷺ نے اسے قبیلہ بنی مصلق کی طرف وصولی زکوٰۃ کے لیے بھیجا تھا (ابن سعد، الطبقات الکبیر، (۲۴/۶) ابن الاثیر، اسد الغابہ، تحقیق شیخ علی محمد و دیگر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴ء ۴۲۰/۵

(۷۵) مسلم، (کتاب الحدود، باب حد الخمر)، ۷۲/۲۔

(۷۶) سرخسی، المبسوط، ۳/۱۹

الفقہ حقیقتہ الفتح والشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا

جس طرح حضور اکرم ﷺ نے حد زنا کے نفاذ کے لیے حضرت انیس ابن ضحاکؓ کو وکیل بنایا اس طرح یہاں حضرت عثمانؓ نے حد خمر کے نفاذ کے لیے حضرت علیؓ کو وکیل مقرر کیا پھر حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو وکیل ثانی مقرر کیا۔(۷۷)

۴۔ امام بیہقی (م۴۵۸ھ) نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ مقدمات میں بذاتِ خود حاضر نہ ہوتے اور آپ فرماتے ہر مقدمہ ایک مصیبت ہے۔(۷۸) جو شیطان پیش کرتا ہے پس آپ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کو مقدمات کے لیے وکیل مقدمہ مقرر کرتے پھر جب بڑھاپے کی وجہ سے آپ نحیف و کمزور ہو گئے تو مجھے مقدمات کے لیے وکیل مقرر کرتے اور آپؓ فرماتے:

ماقضی لوکیلی فلی وما قضی علی وکیل فعلی۔(۷۹)

(جو فیصلہ میرے وکیل کے حق میں ہوگا وہ میرے لیے اور جو فیصلہ میرے وکیل کے خلاف ہوگا وہ بھی میرے لیے ہے۔)

شیخ الاسلام تقی الدین ابوالحسن علی السبکی (مت۷۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عقیلؓ(۸۰) کو حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ(۸۱) کو حضرت عثمان غنیؓ کے پاس اپنا وکیل مقرر کیا۔ آپ نے حضرت عبداللہؓ کے متعلق کہا:

---

(۷۷) ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن، ۳۶۱/۱۵

(۷۸) یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کفی بک اثمان ان لاتزال مخاصما" کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمیشہ جھگڑتا ہے (ترمذی، ابواب البروالصلوٰۃ، باب ماجاء فی المراء، ۲۰/۲۔ ابن حجر فتح الباری، ۱۸۱/۱۳)

(۷۹) بیہقی، (کتاب الوکالۃ، باب التوکیل فی الخصومات، مع الحضور و الغیبۃ، ۸۱/۶، ابن ابی شیبہ (کتاب البیوع، باب فی الوکالۃ فی الخصومت "دارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۸۶ء ۲۹۹/۷

(۸۰) حضرت عقیل بن ابی طالب بن ہاشم ابویزید حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔ صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ جنگ موتہ میں آپ نے شرکت کی۔ آپ نے قریش کے نسب ناموں اور ان کے تاریخی ایام کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے (صفی الدین خزرجی، خلاصۃ تذھیب تہذیب الکمال، المکتبۃ الاثریہ، سانگہ ہل، (ت۔ن) ۲۳۸۔۲۳۹۔ احمد بن یحی بلاذری، انساب الاشراف، موسسۃ الاعلمی المطبوعات، بیروت، ۱۹۷۶ء، ۶۹/۲۔۷۰)

(۸۱) عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر بن ذی الجناحین حبشہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے پیدا ہوئے اور ۸۰ھ کو فوت ہوئے۔ (الخزرجی، خلاصۃ تہذیب، ۴۶/۲)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

ما قضی له فلی وما قضی علیه فعلی۔(۸۲)

جو فیصلہ اس کے لیے ہوگا وہی میرے لیے ہوگا اور جو فیصلہ اس کے خلاف ہوگا وہ میرے خلاف ہوگا۔

امام سبکی نے حضرت علیؓ کا یہ قول بھی نقل کیا:

ان للخصومات قحما (قال ابو زیار الکلابی القحم المھالک) ولان الحاجة تدعوا الی التوکیل فی الخصومات لانه قد یوکن له حق او یدعی علیه حق ولا یحسن الخصومة فیه او یکره ان یتولاھا بنفسه فجاز ان یوکل فیه۔(۸۳)

بے شک مقدمات میں ہلاکت ہوتی ہے اور ضرورت کی بنا پر مقدمات میں وکیل بنایا جاتا ہے کیوں کہ آدمی کے حق میں حق دعویٰ کردیا جاتا ہے اور مقدمات میں میں بہتری نہیں ہوتی اور وہ خود اس میں براہِ راست شریک نہیں ہونا چاہتا۔اس لیے جائز ہے کہ اس میں وکیل مقرر کیا جائے۔

۵۔ حفاظت جائیداد سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف(۸۴) سے اپنے اور اس کے درمیان یہ معاہدہ لکھوایا کہ میری وہ جائیداد جو مکہ میں ہے وہ اس کی حفاظت کرے اور اس کی وہ جائیداد جو مدینہ میں ہے میں اس کی حفاظت کروں گا۔ جب میں نے تحریر میں اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اس نے کہا میں عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا تو اپنا نام لکھ جو جاہلیت میں تھا۔تو میں نے عبد عمرو لکھا۔

بدر کے دن میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں جب سب لوگ سو گئے تو اس کو بلالؓ نے دیکھ لیا وہ نکلے اور انصار کی ایک مجلس میں گئے اور کہا کہ یہ اُمیہ بن خلف ہے۔ اگر اُمیہ نجات پا گیا تو میری خیر نہیں۔ ان کے ساتھ انصار کے چند لوگ پیچھے نکلے جب مجھے یہ

---

(۸۲) امام سبکی، المجموع شرح المھذب تکملہ شرح المھذب، ۹۸/۱۴

(۸۳) امام سبکی، المجموع شرح المھذب تکملہ شرح المھذب، ۹۸/۱۴

(۸۴) امیہ بن خلف اسلام کا شدید ترین دشمن اور مکہ مکرمہ میں حضرت بلالؓ کا آقا تھا۔ اس نے آپ کو قبولیت اسلام کے بعد شدید اذیتیں دی تھیں۔

خوف ہوا کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں گے تو میں نے اس کا بیٹا ان کے لیے چھوڑ دیا۔ انھوں نے اسے قتل کردیا۔(۸۵)

۶۔ عدالت میں کسی مقدمہ کی پیروی اور قانونی نکات کی وضاحت کے ضمن میں بھی ایک روایت ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) نے "ازالۃ الخلفاء" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ایک شخص قتل ہوگیا۔ فیصلہ کے لیے مقدمہ آپ ہی کے پاس آیا۔ آپ نے سماعت کے بعد ملزم کو قتل کا مجرم قرار دیا اور اپنے فیصلے میں قاتل کو سزا موت سنا دی۔ فیصلے کے اعلان پر مقتول کے ورثا میں سے بعض نے اعلان کیا کہ انھوں نے قاتل کو معاف کردیا اور اپنے حصہ سے دستبردار ہوگئے۔

حضرت عمرؓ اپنے فیصلے پر قائم رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس وقت عدالت میں موجود تھے آپ نے قانونی معاملہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

كانت النفس لهم جميعا فلما عفى هذا احيا النفس فلا يستطيع ان ياخذ حقه حتى ياخذ حق غيره۔

تمام ورثا قاتل کے خلاف اپنا حق رکھتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک اپنے حق سے دستبردار ہوجائے اور باقی دستبردار ہوں تو سب کی اتفاق رائے کے بغیر فیصلہ نافذ نہیں ہوسکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کی رائے سن کر آپ سے کہا پھر مقدمہ کا فیصلہ کس طرح ہو؟ آپ نے کہا:

ارى ان تجعل الدية عليه فى ماله و ترفع حصة الذى عفى۔

(قاتل ورثا کو خون بہا ادا کرے اور جس نے اپنا حق معاف کردیا اس کا حصہ منہا کردیا جائے۔)

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی رائے کے مطابق فیصلہ دیا اور اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔(۸۶)

اس روایت روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف گورایہ نے لکھا ہے:

---

(۸۵) البخاری، (کتاب الوکالت، باب اذا وکل المسلم حربیاًفی دار الحروب)، ۳۰۸/۱

(۸۶) شاہ ولی، ازالۃ الخفاء، ترجمہ اشتیاق احمد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، (ت۔ن)، ۴۶۳/۳ اسی طرح کی ایک اور روایت امام عبدالرزاق کی المصنف میں بھی موجود ہے۔ (کتاب العقول، باب العفو، منشورات المحلس العلمی، بیروت، ۱۳/۱۰، ۱۹۷۰ء)

مندرجہ بالا مقدمہ قتل کی کارروائی یہ ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی عدلیہ کے سربراہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک ماہر قانون (وکیل) کو عدالت کے رو برو اپنی رائے دینے کی اجازت دی، ماہر قانون نے اپنی آزادانہ رائے کے مطابق قانون کی تشریح کی اور اپنی رائے ظاہر کی۔ عدالت نے وہ رائے قبول کرلی۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ مستند ماہر قانون (ایڈووکیٹ) عدالت ہائے انصاف میں پیش ہونے اور عدالت کے سامنے مقدمہ کے قانونی نکات کی وضاحت اپنے نظریہ کے مطابق کرنے میں عدالت کی مدد کرنے کے مجاز نہیں؟ خلافت راشدہ میں ایسے بہت سے مقدمات کا ذکر موجود ہے جن میں قاضی نے ماہر قانون وفقہ (وکیل) سے ماہرانہ رائے طلب کی اور مقدمات کے مختلف پہلو ان ماہرین کی رائے سے اُجاگر ہوئے۔ اگر موجودہ وکالت کے پیشے میں مناسب تبدیلیاں کردی جائیں تو وکالت کا ادارہ مفید نتائج برآمد کرسکتا ہے۔(۸۷)

۷۔ وکالت بیع کے ضمن میں حضرت عمر فاروقؓ کا یہ اثر ہے۔

حضرت موسیٰ بن انسؓ کے والد انس کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو سونا چڑھا ایک برتن دیا اور فرمایا جاؤ اس کو فروخت کردو۔ انھوں نے ایک یہودی کے ہاتھ دوگنے وزن پر فروخت کردیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ واپس لو۔ یہودی نے کہا، کیا میں قیمت میں اضافہ کردوں؟

فقاله له عمر لا الا بوزنه۔(۸۸)

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کو اس کے ہم وزن کے عوض ہی فروخت کرنا ہے۔

۸۔ حضرت حسین بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ذمہ میرے چند درہم تھے۔ میں نے ان کے پاس کچھ دینار پائے تو انھوں نے میرے ساتھ ایک قاصد بھیجا اور اس سے کہا:

اذا قامت علی سعر فاعرضا علیه فان اخذها و الا فاشترله حقة ثم اقضه اياه۔(۸۹)

(۸۷) خلفاء محمد (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے عہد میں عدلیہ و انتظامیہ ترجمہ محمود عالم قریشی، نقوش رسول نمبر، شمارہ نمبر۱۳۰، جنوری ۱۹۸۵ء ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۵۶۸/۱۳

(۸۸) ظفر احمد عثانی، اعلاء السنن، ۳۱۸/۱۵

(۸۹) ظفر احمد عثانی، اعلاء السنن، ۳۱۸/۱۵

☆میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی)☆

جب یہ دینار نرخ کے مطابق (دراہم کے برابر) ہوں تو یہ دینار حسین بن سعد کو دے دینا اگر وہ دینار لے لیں تو درست ورنہ ان دیناروں میں سے ان کا حق (دراہم) خرید لینا اور وہ انھیں ادا کر دینا۔

۹۔ کفارات کی ادائیگی میں وکالت سے متعلق حضرت عمرؓ کا عمل یہ ملتا ہے۔ ایک بار آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایک قوم کے متعلق قسم اُٹھائی کہ میں انھیں کوئی عطیہ نہیں دوں گا۔ پھر ان کے حالات آپ واضح ہوئے اور آپ نے انھیں کچھ عطیہ دے دیا۔ اس پر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا:

فاذا انا فعلت ذلک فاطعم عنی عشرۃ مساکین کل مسکین نصف صاع من حنطة او صاعا من التمر۔(۹۰)

جب میں نے ایسا کر دیا ہے تو اب میری طرف سے دس مساکین کو کفارہ قسم ادا کر۔ ہر مسکین کو نصف صاع تقریباً سوا دو کلوگرام) گندم یا ایک صاع کھجور دو۔

صحابہ کرام کے ان آثار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نہ صرف اسلام کے تصور وکالت سے آشنا تھے بلکہ اپنے بہت سے امور و معاملات اپنے وکلا کی وساطت سے سرانجام دیتے۔

اجماع اور وکالت

فقہ اسلامی کا تیسرا بنیادی ماخذ اجماع ہے۔ چوں کہ وکالت کی مشروعیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا تمام فقہا کا وکالت کے جواز پر اجماع ہے۔ لہٰذا وکالت سے انکار نہ صرف قرآن و حدیث کا انکار ہے بلکہ اجماع اُمت سے بھی انکار ہوگا۔

فقہائے کرام نے کتب فقہ میں وکالت پر اجماع ہونے کا ذکر اپنی اپنی کتب میں کیا ہے۔ علامہ علاؤ الدین حنفی نے ''الدر المختار'' میں لکھا ہے:

علیه الاجماع۔(۹۱) وکالت کی صحت پر اُمت کا اجماع ہے۔

---

(۹۰) سرخسی، المبسوط، ۱۴۹/۸ (۹۱) علاؤالدین، الدرالمختار، ص: ۶۸۳

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

صح التوكيل بالكتاب والسنة والاجماع۔(۹۲)

وکالت کی صحت قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

عبدالرحمٰن جزیری فرماتے ہیں:

فان اجماع المسلمين عليها من غير ان يخالف فيه احد من ائمتهم۔(۹۳)

اس کا جواز مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے اور کسی امام نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔

فقہ الشافعی کے ممتاز فقیہ خطیب الشربینی نے لکھا ہے:

انعقد الاجماع على جوازها ولان الحاجة داعية اليهافان الشخص قديعجز عن قيامه بمصالحه كلها.(۹۴)

وکالت کے جواز پر اجماع ہوچکا ہے کیوں کہ ضرورت اس کی متقاضی ہے۔ اس لیے کہ انسان کبھی کئی مصلحتوں کی بنا پر کئی امور انجام دینے سے عاجز ہوتا ہے۔

نہایۃ المحتاج میں بھی وکالت کے جواز پر اجماع ہونے پر اس طرح ذکر ہے۔(۹۵)

مالکیوں کے نزدیک بھی وکالت کے جواز پر اجماع ہے۔ چناں چہ ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی الاندلسی نے لکھا ہے:

انعقد الاجماع عليه.(۹۶)

جواز و وکالت پر امت کا اجماع ہے۔

فقہ حنبلی کے مایہ ناز عالم دین ابن قدامہ نے وکالت کے متعلق لکھا ہے:

اجمعت الامة على جواز الواكالة فى الجملة ولان الحاجة

(۹۲) ابن نجیم، البحر الرائق، ۱۴۱/۷

(۹۳) جزیری، کتاب الفقہ، ۱۶۸/۳

(۹۴) الشربینی، مغنی المحتاج، ۲۱۷/۲

(۹۵) شمس الدین، نہایۃ المحتاج، ۱۵/۵

(۹۶) ابن رشد، بدایۃ المجتہد، فاران اکیڈمی، لاہور، (ت۔ن)، ۲۲۶/۲۔

داعية الى ذلك.(۹۷)

جواز وکالت پر امت کا اجماع ہے کیوں کہ اس کی عمومی ضرورت ہے ہر شخص کو اپنا ہر کام کرنا نہ ممکن ہے لہذا اس کی حاجت ضروری ہے۔

علامہ منصور بن یونس بھوتی فرماتے ہیں:

وهى جائزة اجماعا.(۹۸)

وکالت اجماعاً جائز ہے۔

تمام فقہاء کا وکالت کے جواز پر اجماع ہی نہیں بلکہ فقہاء وکالت کے استحباب کے بھی قائل ہیں۔

جیسے علامہ الشربینی نے قاضی حسین احمد کا قول نقل کیا ہے:

بل قال القاضى حسين ان قبولها مندوب.(۹۹)

قاضی حسین(۱۰۰) کے نزدیک وکالت قبول کرنا مستحب ہے۔

عصر جدید کے فقیہ السیّد سابق نے استحباب وکالت کا ذکر اس طرح کیا:

اجمع المسلمين على جواز هابل على استحبابها لانهانوع من التعاون عكى البر و التقوى.(۱۰۱)

جو فقہاء وکالت کے استحباب کے قائل ہیں ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

وتعاونوا على البروالتقوى.(۱۰۲)

اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور تقوی میں تعاون کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی یہ حدیث بھی وکالت کا استحباب ثابت کرتی ہے۔

والله فى عون العبد ماكان العبد فى عون اخيه.(۱۰۳)

---

(۹۷) ابن قدامہ، المغنی، ۸۷/۵۔

(۹۸) بھوتی، کشاف القناع، علم الکتب، بیروت، ۱۹۸۳ء، ۳۶۱/۳۔

(۹۹) الشربینی، مغنی المحتاج، ۲۱۷/۲

(۱۰۰) قاضی حسین سے مراد احمد بن حسین بروبی م ۳۷۰ھ ہیں آپ کا شمار عراق کے عظیم فقہاء میں ہوتا ہے۔ (حاجی خلیفہ، کشف الظنون من اسمی الکتب و الفنون، مکتبہ للمثنی بیروت، (ت۔ن) ۲۰/۱

(۱۰۱) السید سابق، فقہ السنہ، ۲۲۹/۳

(۱۰۲) سورۃ المائدہ، ۲/۵۔

(۱۰۳) امام احمد، ۵۱۴/۲۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں اس وقت معروف رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف خصوصیتیں اور طبیعتیں عطا فرمائی ہیں۔ کسی کو طاقت ور بنایا اور کسی کو کمزور اس لیے ہر شخص میں تمام امور خود انجام دینے کی آمادگی وصلاحیت نہیں ہوتی اور نہ ہی ایک شخص تمام معاملات کو پوری طرح سمجھنے اور ان سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ کمزور اور صلاحیت سے محروم لوگ اپنے کام ایسے لوگوں کے سپرد کریں جو ضروری قوت اور صلاحیت کے حامل ہوں۔ لہذا اس ضرورت کے تحت وکالت قبول کرنا مستحب ہے۔

ان تمام دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وکالت وہ امر ہے جس کی مشروعیت اور جواز قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ، آثار صحابہ امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ لہذا ہر وہ قابل نیابت معاہدہ جو شرعاً جائز ہو اور انسان خود کرسکتا ہے اس کے لیے دوسرے شخص کو وکیل یا نائب بنانا جائز ہے۔

جناب محمد اسماعیل بدایونی کی کتاب

کیرن آرمسٹرانگ کی کتاب کا تحقیقی جائزہ

بعنوان استشراقی فریب

شائع ہوگئی

دیدہ زیب ٹائیٹل، عمدہ طباعت، صفحات: ۳۲۰ قیمت ۳۰۰ روپے

ناشر: اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

Cell: 0332-2463260

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی☆